مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً　　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف رحؒ کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنھوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اَجر سے نوازے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است　　خم و خمخانہ با مہر و نشان است

الحمد للہ رب العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّد و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

اما بعد۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہر ایک کے لیے الگ الگ کلمات استعمال فرمائے ہیں۔ اُن کا درجہ بتلایا ہے، سب سے پہلا درجہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے، وہ اس اُمّت میں سب سے افضل ہیں اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد صحابہ کرام میں نبیوں کے سوا اُن کا درجہ سب سے بڑا تسلیم کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اُن کو جو مقام دیا تھا اُسی کے مناسب اُن سے کام بھی لیا تھا جب تک جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وسلّم دُنیا میں تشریف فرما رہے اُس وقت تک خود آپ نے حکومت چلائی اور آپ کے سامنے سوائے اس صُورت کے کہ جب آپ خود ہی ارشاد فرمائیں کہ رائے دو بتلاؤ، اور بار بار ایسے فرماتے رہتے تھے، احد کے موقع پر فرمایا، بدر سے پہلے فرمایا۔ صلح حدیبیہ جب ہوئی ہے اُس وقت فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے، مشورہ دو۔ اگر آپؐ یہ نہ فرمائیں اور حکم دیں تو بس وہ حکم ہے کوئی اس میں بول

ہی نہیں سکتا تھا، کوئی اُس کے خلاف نہیں کر سکتا تھا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ جب یہ خندق کی لڑائی ہوئی (جس میں) مدینہ شریف پر چڑھائی کر کے آئے تھے سب لوگ، سب قبیلوں میں سے ایک ایک جتھہ لشکر وہ چل کر آئے، اس لڑائی سے جب فارغ ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ عصر کی نماز بنو قریظہ میں جا کر پڑھیں۔ اب کچھ حضرات نے یہی کیا، اُن سے عصر کی نماز کا وقت نکل گیا اور (انھوں نے) بنو قریظہ میں جا کر نماز پڑھی، کچھ حضرات نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ نہیں تھا کہ نماز چھوڑ دینا، مقصد یہ تھا کہ بہت جلدی کرو، تو اُنہوں نے یہاں پڑھ لی نماز، راستے میں اور پھر پہنچے۔ دونوں باتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد میں جب وقت ملا تو عرض کی گئیں کہ کچھ صحابہ نے ایسے کیا اور کچھ نے ایسے کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں سے کسی کو بھی کچھ نہیں فرمایا، یعنی دونوں نے ٹھیک کیا، تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حیاتِ طیبہ میں تو یہ بات تھی کہ آپ جو فرمادیں آدمی اسی طرح کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ یہ وحی ہے اسی میں خدا کی رضا ہے جس چیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہو، اس طرح کے قصے بہت زیادہ ہیں بے شمار ہیں، ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو آواز دی اُنہیں آنے میں کچھ دیر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ کہاں تھے؟ کیوں دیر لگائی تم نے آواز نہیں سنی؟

(اُنھوں نے عرض کیا) آواز تو سُنی تھی، نیت بندھی ہوئی تھی، تو آپ نے فرمایا جب اللہ نے فرمایا ہے اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ ___ اللہ اور رسول کی بات کا جواب فوراً دو، جب وہ تمہیں بلائیں، گویا اُن کو نیت توڑ کر آجانا چاہیے۔

اب یہ خصوصیت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تھی باقی تو کسی کی نہیں ہے۔ ابوبکر رضی عنہ کی تو نہیں ہے جو کہ اُمت میں بَعْدَ نَبِیِّ اللّٰہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑے ہیں اُن کی بھی یہ خصوصیت نہیں ہے، وہ اگر کسی کو آواز دیں اور نیت بندھی ہوئی ہو تو وہ مختصر کر کے آجائے گا۔ نماز پوری کر کے آئے گا یہ نہیں کہ نیت توڑ کر آنا فرض ہو اس کے ذمہ، یہ خصوصیت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

یہاں جب حدیبیہ کے موقعے پر پہنچے ہیں مکہ مکرمہ میں وہاں ایک شخص آیا، عروہ بن مسعود ثقفی

اس نے مکّے والوں سے کہا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ پہلے ان لوگوں سے جاکر مل کر آؤں کس ارادے سے آئے ہیں کس خیال سے آئے ہیں تو اُنہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے چلے جائیں آپ، جو نوجوان تھے، گرم جوش تھے۔ وہ تو کہتے تھے ہمیں کسی بات کی ضرورت ہی نہیں۔ ان سے بات ہی نہیں کرنی، وہ آئے کیوں ہیں، ہم تو لڑیں گے۔ پھر جو تجربہ کار تھے ذی رائے لوگ تھے اُنھوں نے کہا نہیں لڑنے کی بات کیا ہے، اگر اُنہوں نے بات کہلائی ہے کوئی ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے، ان کا پیغام جو آیا ہے اسے سُننا چاہیے، وہ پیغام یہ تھا کہ ہم تو صرف عمرے کے لیے آئے ہیں۔ اس کے سوا ہمارا کوئی مقصد نہیں اور ہمیں اجازت دے دو عمرہ کرنے کی اور اگر وہ چاہتے ہیں تو ایسے ہو سکتا ہے کہ صلح کرلیں، آپس میں معاہدہ کرلیں ہم۔ یہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے پیغام گیا تھا، تو وہ آیا عروہ بن مسعود، اس نے کہا میں جاکر دیکھتا ہوں۔ بات کرتا ہوں، پھر آکر تم کو بتلاؤں گا، وہ پہنچا وہاں وہاں جاکر وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے باتیں کرتا رہا۔ اس میں اُس نے کہا یہ جو لوگ آپ کے اِدھر اُدھر ہیں یہ کوئی کہیں کا ہے کوئی کہیں کا ہے ایک خاندان کے تھوڑے ہیں، یہ ایک قبیلے کے نہیں ہیں، ایک خاندان کے نہیں ہیں۔ اگر آپ کا مقابلہ پڑ گیا مکّے والوں سے تو یہ سب بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے بہت سخت جملہ کہا۔ جواب دیا ہم بھاگ سکتے ہیں؟ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چھوڑدیں اور بھاگ جائیں۔ ایسے ہو سکتا ہے؟ خیر وہ بیٹھا رہا، وضو کی جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تو آپ کی وضو کا پانی صحابہ کرام نے زمین پر نہیں گرنے دیا، وہ ہاتھ میں لے لیتے تھے۔ کوئی مُنہ سے مَل لیتا تھا۔ کوئی کسی طرح اور جسے نہیں ملا پانی اس نے دوسرے ساتھی کے ہاتھ سے ہاتھ مَل لیا اور اپنے مُنہ کو لگا لیا اور کہیں لگا لیا۔ وہ دیکھتا رہا۔ تمام چیزیں دیکھیں اس نے کہا بعد میں جب وہ مکّہ مکرّمہ میں پہنچا تو وہ کہتا ہے میں گیا ہوں تمام بادشاہوں کے پاس کسریٰ کے پاس بھی گیا۔ نجاشی کے پاس بھی گیا ہوں، حبشہ والے بادشاہ کے پاس۔ کسریٰ ایران والا بادشاہ ہوگیا اور روم والے بادشاہ کے پاس بھی گیا۔ یمن والے بادشاہ کے پاس بھی گیا، مگر مَیں نے ایسا نہیں دیکھا کہ کوئی بھی اتنی تعظیم کرتا ہو اپنے بادشاہ کی جتنی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھیوں نے کی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگا کہ کبھی نظر سے بھی جما کے نہیں دیکھتے، نظر جما کر بھی نہیں دیکھا اور وہ بھی تعظیماً،

اور اسی طرح سے جب کوئی بات لیتے ہیں تو ہر آدمی سبقت کرتا ہے کہ میں یہ کام پہلے کروں۔

اور جب گفتگو کرتے ہیں تو سب خاموش ہوجاتے ہیں۔ وغیرہ، اُس نے جو چیز دیکھی تھی وہ اس نے نقل کی جاکر وہاں اور اُس نے رائے دی کہ یہ لوگ جو ہیں اُنھوں نے جو کچھ کہا ہے وہ ٹھیک کہا ہے، تمہیں صلح کرلینی چاہیے، لڑائی بالکل نہیں کرنی چاہیے، تو یہ بات رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہی تھی اور آپ ہی کی خصوصیت تھی۔ آپ کے بعد دُنیا میں جو خلیفہ ہُوئے سب سے پہلے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اب کہاں ایک نبی کی حکومت اور کہاں ایک اُمّتی کی حکومت۔ اُمّتی پر تو اعتراض ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تو یہ فرمایا اور آپ یہ کر رہے ہیں اور اس میں یہ غلطی ہے اور اس میں یہ ہو رہا ہے، تو اگر کوئی آدمی اتنا ہی پاکیزہ نہ ہوتا جیسے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تو حکومت چل ہی نہیں سکتی تھی اور اسلام وہیں رہ جاتا۔ وہ ٹکڑے ہوجاتا، ختم ہوجاتا، تو اُن کا طرزِ عمل وہ رہا ہے جو اُنھوں نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسے کیا ہے، بس ویسے ہی کیا، اس میں ذرا سی بھی تبدیلی نہیں لائے تو کسی آدمی کو کوئی اشکال ہی نہیں رہنا، ہاں کچھ مسائل ایسے بھی پیش آئے جن میں ضرورت پڑی مشورے کی، تو یہ پُوچھا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا فرمایا کسی کو پتا ہو وہ بتلائے، وہ جمع کرلیتے تھے، پُوچھ لیتے تھے اسی طرح کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ بعد میں اسی طرح وہ بھی کرتے تھے، تو ان کی سیرت جو تھی وہ صدیقیت والی شان کی تھی، یعنی اُن کے قلب مبارک پر وہ باتیں آتی تھیں جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کرتے رہے، اللہ تعالیٰ بتلاتا رہا۔ وہ ہی باتیں اُن کے دل میں بھی آئیں اور اتنی پابندی تھی کہ جب آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم دُنیا سے رُخصت ہُوئے ہیں تو آپ کے بعد ایک نے دوسرے نے تیسرے نے پھر جو تھے نے سات آدمیوں نے دعوٰی کردیا نبوّت کا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن کے مقابلے کے لیے لشکر روانہ کیے اور دوسری طرف ایک معاملہ یہ پیش آیا، کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ زکوٰۃ جو ہے یہ بھی ایک طرح کا ٹیکس ہے یہ ہم نہیں دیں گے، وہ زکوٰۃ کو اللہ کا فرض نہ سمجھے کہ مسلمان پر جیسے نماز ویسے زکوٰۃ جیسے روزہ ویسے زکوٰۃ اس کے بجائے ذہن میں اُن کے یہ آیا کہ یہ بھی ایک طرح کا ٹیکس ہے تو ہم دیتے رہے جب تک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رہے، اَب وہ حکم منسوخ ہوگیا، اَب ہم نہیں دیں گے، اُنھوں نے کہا ابوبکر صدیقؓ نے مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ جو آدمی نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ ایک

کو کہے فرض ہے اور دوسرے کو کہے کہ نہیں رہا فرض لَاُ قَاتِلَنَّھُمْ ان سے لڑوں گا۔ اُدھر بھی لشکر بھیجا۔ اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک لشکر اور روانہ کرنے لگے وہ وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ترتیب دیا تھا۔ اس میں اسامہ رضؓ سردار تھے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے نام شامل تھے اِن کے تحت (یعنی) اسامہؓ کے تحت کہ یہ جائینگے لشکر میں کہ (آپؐ کی) علالت ہُوئی اور وفات ہوئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا جو جھنڈا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خود اپنے دستِ مبارک سے عنایت فرمایا تو حضرت عمرؓ نے گزارش کی کہ وہ تو ایک پوری حکومت ہے بڑی جری جیسے آج روس کی یا امریکہ کی ایسے دو حکومتیں تھیں۔ کسریٰ کی اور رُوم کی، اس بڑی حکومت سے (لڑنے کے لیے) جو آپ لشکر بھیج رہے ہیں اور اِدھر یہ مانعین زکوٰۃ اور اُدھر مدعیانِ نبوّت، تو یہ سب کام کیسے ہوں گے بیک وقت، تو کچھ ترتیب ہوجائے۔ کچھ یہ۔ کچھ یہ لیکن اُنہوں نے کہا کہ یہ جھنڈا جو ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے دستِ مبارک سے عنایت فرمایا ہے اور جو وہ کر چکے ہیں، تو ابوبکر، اپنا نام لے کر فرماتے ہیں کہ میں اسے کیسے روک سکتا ہُوں؟ چنانچہ بھیج دیا اور جب بھیجا اُنھوں نے تو پھر کامیابی ہُوئی اور وہ بڑھتی چلی گئی کامیابی۔

کہیں ناکامی ہوئی ہی نہیں سرے سے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دَورِ خلافت آیا ہے تو دشمن کا دارالخلافہ فتح ہوا، دمشق فتح ہُوا اور اندرونی معاملات سارے ٹھیک ہوچکے تھے۔ کوئی مُدّعی نبوّت باقی نہیں رہا تھا، کوئی مانع زکوٰۃ باقی نہیں رہا تھا اور باہر فتوحات کا ایسے عالم ہُوچکا تھا، تو یہ کام ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ جیسا ہی آدمی کرسکتا ہے،

اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا ہے بس وہ کونا باقی کچھ نہیں۔ ایک دفعہ حج کو جارہے تھے راستے میں دیکھا کہ ایک عورت (یہ بخاری شریف میں آتا ہے قصّہ) لوگوں نے ذکر کیا ایک عورت ہمارے ساتھ جارہی ہے اور اس نے نیت کی کہ مَیں چُپ رہوں گی۔ بولوں گی نہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تشریف لے گئے۔ جا کر اس سے بات کی اُس نے جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام میں یہ دُرست نہیں ہے اسلام نے جو چیز بتائی ہی نہیں اُسے تم اسلام کا جز بنالو۔ یا یہ تعلیم سمجھ لو۔ یہ غلط ہے، پھر بولنا شروع کیا اُس نے، وہ اُن کو نہیں جانتی تھی۔ اُس نے کہا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے کہا کہ مَیں قریش میں سے ایک آدمی ہُوں۔ اس نے

کہا قریش ہیں سے کس خاندان سے پھر وہ خاندان پوچھا پھر اور پوچھا، پھر اور پوچھا، تو وہ فرمانے لگے (یعنی) حضرت ابوبکرؓ اِنَّكِ لَسَئُوْلٌ تو تو بہت زیادہ سوالات کرتی ہے۔ اُنہوں نے نام بھی بتلا دیا کہ مَیں ابوبکرؓ ہوں، پھر اُس نے اور سوالات کیے۔ وہ علمی سوالات کچھ کرتی رہی، تو جو چیز دیکھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کرتے ہُوئے اسی پر چلتے رہے اور اصل دین وہی ہے اور اصل کامیاب بھی وہی آدمی ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت پر چلے، باقی اس سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور مَیں نے عرض کیا ہو گا کہ آدمی ممکن ہے کہ ہمیشہ روزے سے رہے رات بھر جاگتا رہے، لیکن سُنّت پر چلنا اس سے زیادہ مشکل ہوگا۔ سُنّت کا تقاضا یہ ہے کہ سوئے بھی اور جاگے بھی، روزے بھی رکھے اور نہ بھی رکھے، اور وزن کرتا رہے کہ اس وقت کس چیز میں زیادہ ثواب ہے اس وقت کونسی چیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتلائی ہے وہ کی جائے جو یہ کرتا رہے گا تو اُس میں آپ کو یہ نظر آئے گا کہ یہ زیادہ عبادت بھی نہیں کرتا۔ یہ بھی نہیں کرتا، وہ جو انسان چاہتا ہے دوسروں کو تأثر دینا کہ میں زیادہ باعمل ہُوں اور مَیں زیادہ عبادت گزار ہُوں، چاہے گوشہ نشین ہو کر یہ تأثر دے چاہے کسی طرح بھی دے وہ کام آسان ہے۔

اور یہ سُنّت کی ناپ تول کرتے رہنا ہروقت جس کا نام اتّباعِ سُنّت ہے یہ بہت مُشکل ہے اور قرآنِ پاک نے یہی کہا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ اگر تمہیں اللہ سے سے محبّت ہے تو میری پیروی کرو۔ یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اور ایسی ذات کوئی اور نہیں ہے کہ جس کی ہر بات کی پیروی کی جائے سوائے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے۔ آج کوئی کسی قسم کی بات کرتا ہے تو اس سے ضرور پُوچھا جائے کہ اس میں کیا مسئلہ ہے کیسے ہے آپ نے کہاں سے لیا ہے کہاں سے دیکھا ہے، کیونکر کر رہے ہیں؟ پُوچھ سکتے ہیں، بلا پُوچھے ہُوئے محض جو دیکھا ہے کرتے ہُوئے اِس کی نقل اُتارنی یہ، اور وہ نقل اس کو پسند ہو یہ صرف جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں تو اتّباعِ سُنّت زیادہ مشکل کام ہے اور اتّباعِ سُنّت ہی اصل کام ہے۔ وہی اللہ کا قُرب عطا کراتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے۔